بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہ رجب 'فضائل واحکام

حافظ عمران ایوب لاہوری

لفظ رَجَبٌ اگر جیم کے ضمہ کے ساتھ ہو تو اس کا معنی ہے ''شرم کرنا، چھینک کر مارنا، ڈرنا اور بڑائی کرنا۔'' اور اگر جیم کے فتحہ کے ساتھ رَجَبٌ ہو تو اس کا معنی ہے ''گھبرانا اور شرم کرنا'' (لغات الحدیث: ۲ /۶۹)
اصطلاح میں رجب قمری مہینوں میں ساتویں مہینے کا نام ہے اور یہ ان چار مہینوں میں بھی شامل ہے جنہیں شریعت اِسلامیہ میں حرمت والے قرار دیا گیا ہے۔
چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:
﴿إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِندَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ﴾ (التوبۃ: ۳۶) ''یعنی آسمانوں اور زمین کی تخلیق کے روز سے ہی اللہ کے ہاں مہینوں کی تعداد بارہ ہے اور ان میں چار حرمت والے ہیں۔''
ان چار حرمت والے مہینوں سے مراد رجب، ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم الحرام ہیں۔ جیسا کہ یہ وضاحت خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی فرمائی ہے۔ (صحیح البخاري: ۴۶۶۲، ۳۱۹۷، صحیح مسلم: ۱۶۷۹)
شیخ ابن عادل حنبلی رحمہ اللہ نے انہی چاروں کی حرمت پر اجماع بھی نقل کیا ہے۔ (تفسیر اللباب فی علوم الکتاب: ۱۰ /۸۵)
یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ اگر کوئی معترض کہے کہ یہ چار مہینے بھی دیگر مہینوں کی مانند ہیں تو پھر انہیں دوسروں سے ممتاز کیوں کیا گیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ شریعت میں یہ چیز بعید نہیں کیونکہ شریعت میں مکہ مکرمہ کو دیگر شہروں سے زیادہ محترم قرار دیا گیا ہے۔، جمعہ کے دن اور عرفہ کے دن کو باقی دنوں سے زیادہ محترم کہا گیا ہے، شب قدر کو باقی راتوں پر برتری دی گئی ہے، بعض اشخاص کو رسالت عطا کر کے دوسروں پر فوقیت دی گئی ہے تو اگر بعض مہینوں کو دوسروں کے مقابلے میں امتیازی حیثیت دی گئی ہے تو یہ کوئی اچنبھے کی بات نہیں۔
حرمت و تعظیم میں ان چار مہینوں کی تخصیص اسی طرح ہے جیسے صلاۃ وسطیٰ کی تخصیص ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:
﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ﴾ (البقرۃ: ۲۳۸)
''یعنی نمازوں کی حفاظت کرو بطورِ خاص صلاۃ وسطیٰ (درمیانی نماز) کی۔''
ان مہینوں کی حرمت کے دو مفہوم ہیں۔ ایک یہ کہ ان میں قتل و قتال حرام ہے اور دوسرا یہ کہ یہ مہینے متبرک اور قابل احترام ہیں۔ ان میں نیکیوں کا ثواب زیادہ اور برائیوں کا گناہ زیادہ لکھا جاتا ہے۔ پہلا مفہوم کہ ان میں قتل و قتال حرام ہے۔ شریعت

اسلامیہ میں منسوخ ہو چکا ہے جبکہ دوسرا کہ یہ قابل احترام اور متبرک ہیں، ابھی بھی اسلام میں باقی ہے۔

(معارف القرآن: ۴ /۳۷۲، أیسر التفاسیر: ۲ /۷۴)

ماہ رجب کی خاص فضیلت

ماہ رجب کی اتنی عمومی فضیلت تو ثابت ہے کہ وہ چار حرمت والے مہینوں میں شامل ہونے کی وجہ سے باقی مہینوں سے زیادہ قابل احترام اور متبرک ہے، لیکن بطورِ خاص ماہ رجب کی فضیلت میں کوئی بھی روایت ثابت نہیں جیسا کہ امام شوکانی رحمہ اللہ نے نقل فرمایا ہے کہ

''لم یرد فی رجب علی الخصوص سنة صحیحة ولا سنة ولا ضعیفة ضعفا خفیفا بل جمیع ماروی فیہ علی الخصوص امام موضوع مکذوب أو ضعیف شدید الضعف''

''خاص طور پر ماہ رجب کے متعلق کوئی صحیح حسن یا کم درجے کی ضعیف سنت وارد نہیں بلکہ اس سلسلے میں وارد تمام روایات یا تو من گھڑت اور جھوٹی ہیں یا شدید ضعیف ہیں۔'' (السیل الجرار: ۲/۱۴۳)

* شیخ لاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ:

''بطورِ خاص رجب کے روزے رکھنے کے متعلق تمام احادیث ضعیف بلکہ موضوع ہیں۔ اہل علم ان میں سے کسی پر بھی اعتماد نہیں کرتے۔'' (مجموع الفتاویٰ: ۲۰/۲۹۰)

*امام ابن قیم رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ:

''رجب کے روزے اور اس کی کچھ راتوں میں قیام کے متعلق جتنی بھی احادیث بیان کی جاتی ہیں وہ تمام جھوٹ اور بہتان ہیں۔'' (المنار المنیف: ص۹۶)

*حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ:

''ایسی کوئی بھی صحیح اور قابل حجت حدیث وارد نہیں جو ماہ رجب میں مطلقاً روزے رکھنے یا رجب کے کسی معین دن کا روزہ رکھنے یا اس کی کسی رات کے قیام کی فضیلت پر دلالت کرتی ہو۔'' (تبیین العجب، ص۱۱)

*سید سابق رحمہ اللہ رقم طراز ہیں کہ:

''رجب میں روزے رکھنا دوسرے مہینوں میں روزے رکھنے سے افضل نہیں۔'' (فقہ السنة: ۱ /۳۸۳)

اہل علم کے درج بالا اَقوال سے معلوم ہوا کہ ماہ رجب کی کوئی خاص فضیلت ثابت نہیں اور جن روایات میں اس کی کوئی بھی فضیلت مروی ہے وہ تمام کذب وافترا ہیں۔

رجب کی فضیلت کے عدم ثبوت کے ضمن میں بعض اہل علم نے یہ روایت نقل کی ہے کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرمت والے مہینوں میں روزے رکھنے کی ترغیب دلائی ہے۔'' اور چونکہ رجب بھی حرمت والے مہینوں میں شامل ہے۔ اس لئے اس کے روزے اس عمومی حدیث کی وجہ سے مستحب ہوئے۔ تو یہ واضح رہنا چاہئے کہ یہ روایت بھی ثابت نہیں بلکہ ضعیف ہے جیساکہ علامہ ناصرالدین البانی رحمہ اللہ نے وضاحت فرمائی ہے۔ (ضعیف أبوداؤد:۲۳۲۸)

ماہ رجب کی بدعات

حرمت والے مہینوں کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

﴿فَلَا تَظْلِمُوا فِيهِنَّ أَنفُسَكُمْ﴾ (التوبۃ:۳۶) ''یعنی ان مہینوں میں اپنے نفسوں پر ظلم نہ کرو۔''

شیخ ابن عادل نے اس آیت کا مفہوم بیان کرتے ہوئے نقل فرمایا ہے کہ اپنے نفسوں پر ظلم سے مراد ہے معاصی کا ارتکاب اور اطاعت کے کام ترک کردینا۔ (اللباب فی علوم الکتاب:۱۰ /۸٦)

تفسیر جلالین میں ہے کہ اپنے نفسوں پر ظلم سے مراد ہے 'گناہوں کا ارتکاب' اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ان مہینوں میں برائی کا گناہ زیادہ ہوتا ہے۔ (تفسیر الجلالین، ص۲۷۰)

امام ابو بکر الجزائری رحمہ اللہ نے بھی اس آیت کا یہی مفہوم بیان کیا ہے۔ (تفسیر أیسر التفاسیر: ۲ /۷۴)

معلوم ہوا کہ حرمت والے مہینوں میں خصوصی طور پر گناہوں کے ارتکاب سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے چونکہ رجب بھی حرمت والا مہینہ ہے اس لئے اس مہینے میں بھی یہی کوشش ہونی چاہئے مگر خدا کا کرنا ایسا ہے کہ اس مہینے میں وہ گناہ تو ہوتے ہی ہیں جو دوسرے مہینوں میں کئے جاتے ہیں۔ مزید برآں کچھ ایسے گناہ بھی کئے جاتے ہیں جو محض اسی مہینے کے ساتھ خاص ہیں۔ چند اہم گناہوں کا ذکر آئندہ سطور میں پیش خدمت ہے، ملاحظہ فرمایئے۔

صلاۃ الرغائب

صلاۃ الرغائب وہ نماز ہے جو رجب کے پہلے جمعہ کو مغرب اور عشاء کے درمیان ادا کی جاتی ہے۔

(فتاوی اللجنۃ الدائمۃ:۴ /۲۸۱)

یہ نماز ماہ رجب کی ایک بدعت ہے۔ نبی کریم، صحابہ کرام اور ائمہ مجتہدین میں سے کسی ایک سے بھی اس کا ثبوت نہیں ملتا۔ یہی باعث ہے کہ اہل علم نے اسے بدعت قرار دیتے ہوئے اس سے بچنے کی تلقین فرمائی ہے۔

چنانچہ امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ صلاۃ الرغائب کے نام سے موسوم نماز جو رجب کے پہلے جمعہ کو ادا کی جاتی ہے، قبیح بدعت ہے۔ (المجموع للنووي:۳ /۵۴۸)

*امام ابن عابدین رحمہ اللہ نے بھی اس کی کراہت ثابت کرتے ہوئے اسے بدعت ہی قرار دیا ہے۔
(حاشیۃ ابن عابدین: ۲ /۲۶)
*امام ابن حجر ہیثمی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ صلاۃ الرغائب اس معروف نماز کی طرح ہے جو نصف شعبان میں ادا کی جاتی ہے اور یہ دونوں مذموم قسم کی بدعتیں ہیں۔ (الفتاوی الفقہیۃ الکبری: ۱ /۲۱۶)
*ابن الحاج مالکی رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں کہ اس ماہ (یعنی رجب) میں ایجاد کردہ بدعات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس کے پہلے جمعہ کے روز لوگ صلاۃ الرغائب ادا کرتے ہیں۔ (المدخل: ۱ /۲۹۴)
* شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اس نماز کو ائمہ کے متفقہ فیصلہ کے مطابق غیر مشروع کہا ہے اور فرمایا ہے کہ اس طرح کی نماز بدعتی اور جاہل کے سوا کوئی ادا نہیں کرتا۔ (الفتاوی الکبری: ۲ /۲۳۹)
*احناف اور شافعی حضرات نے بھی اس نماز کو بدعت ہی کہا ہے۔(الموسوعۃ الفقہیۃ: ۲۲ /۲۶۲)
*امام صنعانی رحمہ اللہ نے بھی اس نماز کو غیر مشروع ہی کہا ہے۔(سبل السلام: ۳ /۳۶۹)
*سعودی مستقل فتوی کمیٹی کے مطابق بھی یہ نماز خود ساختہ اور بدعت ہے۔ (فتاوی اللجنۃ الدائمۃ: ۴ /۲۸۱)
معلوم ہوا کہ رجب کے پہلے جمعہ کو ادا کی جانے والی نماز صلاۃ الرغائب دین میں خود ساختہ ایجاد ہونے کی وجہ سے بدعت ہے اس لیے ہر مسلمان کو اس سے بچنا چاہیے۔

۲۲ رجب کے کونڈے

ماہ رجب کی بدعات میں کونڈے بھرنے کی رسم بھی شامل ہے۔ جس کے لئے ۲۲ رجب کا دن خاص کیا گیا ہے۔ اس کے پس منظر میں مختلف واقعات بیان کئے جاتے ہیں جن میں سے ایک جعفر صادق اور لکڑہارن کا واقعہ بھی ہے۔ اس میں ہے کہ جعفر صادق نے لکڑہارن سے کہا کہ جو بھی آج (یعنی ۲۲ رجب کے روز) میرے نام کے کونڈے بھر کر تقسیم کرے گا اس کی حاجت ضرور پوری ہو گی ورنہ روز قیامت میرا گریبان پکڑ لینا، چنانچہ لکڑہارن نے کونڈے بھرے تو اس کی حاجت پوری ہو گئی۔ (داستان عجیب از مولانا محمود الحسن)
پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ قصہ ہی من گھڑت ہے کیونکہ اس کا ذکر کسی بھی مستند ماخذ میں موجود نہیں۔
دوسری بات یہ ہے کہ ۲۲ رجب یا کسی بھی دن کی خاص فضیلت کا تعین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کوئی کر ہی نہیں سکتا اور یہ واقعہ اگر بالفرض صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے تب بھی عہد رسالت سے صدیوں بعد کا ہے۔ اور دین عہد رسالت میں مکمل ہو گیا تھا۔ بعد کا اضافہ دین شمار نہیں ہو گا بلکہ اسے دین میں بدعت اور گمراہی کہا گیا ہے جیسا کہ فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے

((كل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة)) (صحيح الجامع الصغير للألباني: ۴۳۵۳)

" (دین میں) ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔"

تیسری بات یہ ہے کہ یہ رسم شیعہ حضرات کی ایجاد معلوم ہوتی ہے کیونکہ جعفر صادق کا قصہ تو ثابت نہیں البتہ یہ ثابت ہے کہ ۲۲ رجب کو حضرت امیر معاویہ (بزرگ صحابی رسول کاتب وحی اور خلیفۃ المسلمین) کی وفات ہوئی تھی اور شیعہ حضرات کو ان سے جو بغض وعناد ہے وہ سب پر عیاں ہے اس لئے وہ ان کی وفات کے روز بطور جشن میٹھی اشیا تقسیم کرتے لیکن جب انہوں نے محسوس کیا کہ یہ رسم سنیوں میں بھی عام ہونی چاہئے تو جعفر صادق کا من گھڑت قصہ چھپوا کر ان میں تقسیم کرا دیا اور یوں یہ رسم عام سے عام ہوتی چلی گئی۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ۲۲ رجب کے روز کونڈے بھرنے والی رسم خود ساختہ اور جاہلانہ ہے جس کا دین سے کوئی تعلق نہیں اس لئے ہر مسلمان کو اس سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

شب معراج

رجب کی ۲۷ تاریخ کو شب معراج منائی جاتی ہے۔ دن کو روزہ اور رات کو قیام کیا جاتا ہے۔ محافل نعت اور مختلف دینی مجالس منعقد کی جاتی ہیں اور مساجد میں چراغاں وغیرہ کیا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں پہلی بات تو یہ قابل ذکر ہے کہ شب معراج کی تاریخ تو کجا اس کے مہینے میں بھی اختلاف ہے۔ کچھ نے معراج کے لئے ربیع الاوّل، کچھ نے محرم اور کچھ نے رمضان کا ذکر کیا ہے۔

(الرحیق المختوم، ص ۱۳۷)

جب شب معراج کے مہینے میں ہی اختلاف ہے تو اس کی تاریخ کا تعین کیسے کیا جا سکتا ہے۔

دوسرے یہ کہ اگر بالفرض یہ ثابت بھی ہو جائے کہ شب معراج ۲۷ رجب ہی ہے تب بھی اس دن کا خصوصی روزہ، قیام، محافل و مجالس اور چراغاں وغیرہ ثابت نہیں ہوتا کیونکہ یہ بات طے ہے کہ معراج مکہ میں ہوئی اور اس کے بعد تقریباً تیرہ برس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ میں موجود رہے۔ اگر اس دن کوئی خاص عمل باعث برکت وفضیلت ہوتا تو سب سے پہلے اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اختیار کرتے جبکہ اس کے برعکس حقیقت یہ ہے کہ اس دن کا کوئی بھی خاص عمل نہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور نہ ہی کسی صحابی سے۔ تو اس دن کو بعض اعمال کے لئے خاص کرنا دین میں نئی ایجاد کردہ بدعت نہیں تو اور کیا ہے؟ لہٰذا ایسی تمام بدعات وخرافات سے خود بھی بچنا چاہئے اور دوسروں کو بھی بچانا چاہئے۔ نیز اگر کوئی نفلی روزہ وقیام کا اہتمام کرنا ہی چاہتا ہے تو اس کے لئے سنت نبویؐ موجود ہے۔ آپؐ روزانہ رات کو گیارہ رکعت قیام کیا کرتے تھے۔ (موطأ امام مالک: ۲۴۳) اور ہر ہفتے میں سوموار اور جمعرات کا نفلی روزہ رکھا کرتے تھے۔ (سنن أبو داؤد: ۲۴۳۶)

اس لئے اگر کوئی شخص نفلی روزہ رکھنا چاہے یا قیام اللیل کرنا چاہے تو اس سنت کو اپنائے، بدعات میں مبتلا ہونے کی کیا ضرورت ہے جو کوشش و محنت کے باوجود انسان کے لئے ہلاکت کا باعث ہیں۔

بدعات رجب سے متعلق مختلف فتاویٰ

1 شیخ ابن باز رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ رجب یا کسی بھی دوسرے مہینے میں شب معراج کی تعیین کے متعلق صحیح احادیث میں کچھ بھی مذکور نہیں اور اس رات کی تعیین میں جو کچھ بھی مروی ہے وہ محدثین کی تحقیق کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں اور اگر بالفرض اس رات کی تعیین ثابت بھی ہو جائے تب بھی مسلمانوں کے لئے جائز نہیں کہ وہ اسے بعض عبادات کے لئے خاص کریں یا اس میں مختلف مجالس و محافل کا انعقاد کریں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ نے ایسا کچھ بھی نہیں کیا اور اگر ایسا کوئی بھی کام مشروع ہوتا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے قول یا فعل کے ذریعے امت کے سامنے اس کی وضاحت ضرور فرما دیتے۔ (مجموع فتاویٰ و مقالات متنوعۃ: ۱ /۱۸۸)

2 شیخ صالح بن فوزان الفوزان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رجب کے پہلے روز روزہ رکھنا بدعت ہے شریعت کا حصہ نہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے رجب میں خاص طور پر روزوں کا اہتمام ثابت نہیں۔ لہٰذا ماہ رجب کے پہلے روز روزہ رکھنا اور یہ اعتقاد رکھنا کہ یہ عمل سنت ہے، گناہ اور بدعت ہے۔(فتاویٰ فضیلۃ الشیخ صالح بن فوزان: ۱ /۳۳)

3 سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ رجب کے پورے مہینے کے روزے رکھنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں۔ لہٰذا جو بھی ایسا کرے گا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کی مخالفت کرے گا اور بدعت کا مرتکب ٹھہرے گا۔(فتاویٰ اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء، رقم الفتویٰ: ۵۱۶۹)

4 شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ سے کسی نے دریافت کیا کہ کچھ لوگ ماہ رجب میں زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ رجب میں اس کی خاص فضیلت ہے تو آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے۔؟ جواب میں شیخؒ نے فرمایا کہ یہ درست نہیں۔ اگر تو وہ لوگ عبادت سمجھ کر ایسا کرتے ہیں تو یہ بدعت ہے اور اگر ان کے اموال پر سال ہی اسی مہینے پورا ہوتا ہے تو پھر کوئی حرج نہیں۔ (البدع والمحدثات، ص ۴۶۲)

خلاصۂ کلام

درج بالا بحث سے معلوم ہوا کہ ماہ رجب کی محض اتنی ہی فضیلت ثابت ہے کہ یہ ایک حرمت والا مہینہ ہے اس لئے اس کے احترام کا تقاضا ہے کہ اس میں خصوصی طور پر گناہوں سے بچنے اور عبادات بجالانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اس سے بڑھ کر اس مہینے کی کوئی خاص فضیلت ثابت نہیں اور اس سلسلے میں جو کچھ بھی بیان کیا جاتا ہے وہ محض کذب و افترا ہی ہے۔ لہٰذا اس مہینے

کو کسی بھی نیک عمل اور عبادت کے لئے خاص کرنا بدعت ہے خواہ وہ صلوۃ الرغائب ہو، شب معراج کی محافل و مجالس ہوں، کونڈوں کی رسم ہو یا کسی مخصوص دن کا روزہ ہو، سب ناجائز اور غیر شرعی امور ہیں۔ اسلئے ان سے خود بھی بچنا چاہیئے اور دوسروں کو بھی بچانے کی کوشش کرنی چاہیئے اور صرف ایسے اعمال ہی اختیار کرنے چاہئیں جو سنت نبوی سے ثابت ہوں کیونکہ کامیابی صرف سنت کی اتباع میں ہی ہے۔ واللہ الموفق